قال اللہ تعالیٰ

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا

پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندہ کو راتوں رات مسجد حرام سے
مسجد اقصیٰ تک

الحمد للہ کہ دریں ایام میمنت التیام قصیدہ مبارکہ مسمّٰی بہ

لامیۃ المعراج

مع شرح

تنویر السراج

از مولانا محمد ادریس کاندھلوی
رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
کتب خانہ قاسمیہ دیوبند یوپی

کتبہ محمد اختر دیوبند

تقریظ

از حضرت قدوۃ العلماء الراسخین و بقیۃ السلف الصالحین وسید المحدثین و المفسرین مولانا الشاہ محمد انور نور اللہ وجہہ یوم القیامۃ و نضر۔ آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ حتی رأی من آیات ربہ الکبریٰ والصلوٰۃ علی من خصہ بالرؤیۃ فواداً وبصراً واوحیٰ الیہ ما اوحیٰ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ وسلم تسلیماً کثیرا۔

اما بعد۔ احقر محمد انور شاہ کشمیری عفی اللہ عنہ نے یہ قصیدہ مبارکہ جناب علامہ فہامہ عالم ربانی مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی کا مطالعہ کیا جو کچھ مولانا علام نے احادیث اور نقول اعلام امت پیش کی ہیں اور معراج جسمانی بحالت یقظہ اور رویت باری تعالیٰ ثابت کیا ہے وہ محدث اور مفسر کے داد دینے کی چیز ہے۔ ایسی ہی حلاوت اور طلاقت نظم کی اور الحام اقتباس فصحاء اور بلغاء کی قدر دانی کا حصہ ہے۔

حق تعالیٰ قصیدۂ مذکور کو موجب حصول شفاعت جیسے مولف ممدوح نے تمنا کی ہے کردے۔ آمین یا رب العٰلمین

محمد انور شاہ کشمیری عفا اللہ عنہ۔ ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۴۸ھ

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ علی نعمہ التی لا تعد ولا تحصی والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا ومولانا محمد النبی الامی الذی اسری بہ من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی و ادناہ من جنابہ الاعلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ واوحی الیہ ما اوحیٰ وارٰہ من اٰیٰتہ الکبریٰ وعلیٰ آلہ واصحابہ الذین سقاھم من رحیق کرامتہ الکأس الاوفیٰ - وبعد ھذہ منظومۃ فی قصۃ الاسراء سمیتھا لامیۃ المعراج وشرحھا بالھندیۃ تنویر السراج اسأل اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان یتقبلھا ویجعلھا زاد المعاد وسببا لشفاعۃ نبیہ الکریم المخصوص بالخلق العظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک وترحم وتعطف وتکرم ما

تلاطمت فی الابحر الامواج وطاف بالبیت العتیق من کل فج عمیق الحجاج وعلی اٰلہ واصحابہ نجوم الاسلام ومصابیح الظلام المھتدی بھم فی ظلمۃ لیل الشک الداج واسقنا ببرکتھم وتلطفھم قطرۃ من خمر معرفتك ومحبتك یامن بحر لطفہ مواج اذ یکفی کسرۃ خبزیابس للجائع المحتاج ویکفی قطرۃ ماء للھائم فی الفجاج۔ اٰمین یاارحم الراحمین ویااکرم الاکرمین ویااجود الاجودین۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱) اَلَا لَیْتَ شِعْرِیْ هَلْ یَقُوْلَنَّ مِقْوَلِیْ قَصِیْدًا بِاِسْرَاءِ النَّبِیِّ الْمُبَجَّلِ	کاش مجھ کو اس کا علم ہو کہ میری زبان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کے متعلق کوئی قصیدہ کہیگی
(۲) عَلٰی مَا حَکَاہُ اللّٰہُ جَلَّ جَلَالُہٗ بِسَبْعِ الْمَثَانِیْ وَالْکِتَابِ الْمُنَزَّلِ	جس طرح اللہ جل جلالہ نے آپ کے اسراء اور معراج کو قرآن عظیم میں ذکر فرمایا ہے۔
(۳) فَسُبْحَانَ مَنْ اَسْرٰی بِلَیْلٍ بِعَبْدِہٖ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی اِلٰی عَرْشِہِ الْعَلِیْ	پس پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ کو مسجد اقصیٰ اور پھر عرش تک سیر کرائی۔

ـ مِنَ الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی اِلٰی عَرْشِہِ الْعَلِیْ ـ اَیِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الْاَعْلٰی

(۴) تَمَطّٰی بُرَاقًا خَطْوُہٗ مَدَّ طَرْفِہٖ کَبَرْقٍ وَّلَیْسَ الْبَرْقُ مِنْہُ بِاَعْجَلِ

آپ ایسے براق پر سوار ہوئے کہ جس کا ایک قدم منتہائے بصر پر پڑتا تھا۔ وہ براق، برق (بجلی) کی طرح جاتا تھا بلکہ برق بھی کچھ اس سے زیادہ تیز نہ تھی

(۵) فَسَارَ وَاَرْضُ اللّٰہِ قَدْ طُوِیَتْ لَہٗ فَحَلَّ بِاَرْضِ الْقُدْسِ اَقْدَسَ مَنْزِلٖ۔

پس آپ چلے اور اللہ کی زمین آپ کے لئے لپٹ رہی تھی حتیٰ کہ آپ بیت المقدس میں اُترے

(۶) وَصَادَفَ فِیْھَا الْاَنْبِیَاءَ یَنْظُرُوْنَہٗ وَقَدْ جُمِعُوْا لِلشَّاھِدِ الْمُتَوَکِّلِ

اور وہاں پہونچ کر دیکھا کہ تمام انبیائے کرام آپ کی تشریف آوری کے منتظر ہیں اور وہ سب آپ ہی کے لئے جمع کئے گئے تھے۔

(۷) فَلَاحَ کَبَدْرٍ فِی الْکَوَاکِبِ کَامِلٍ فَبَا لْاِحْتِفَالِ لِلْکَوَاکِبِ مُخْجِلِ

آپ اس مجلس میں ایسے تھے جیسے ستاروں میں بدرِ کامل۔ عجیب محفل تھی کہ ستاروں کو بھی شرمندہ کر رہی تھی۔

(۸) وَقَالَ لَہُ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ تَقَدَّمَنْ

جبرئیل امین نے کہا کہ اے برگزیدہ رسل امامت کے

وَاُمَّ جَمِیْعَ الرُّسُلِ یَا خَیْرَ مُرْسَلِ۔
لئے آگے بڑھئے اور تمام انبیاء کی امامت فرمائیے۔

(۹) فَاَنْتَ اِمَامُ الْاَنْبِیَآءِ وَ خَطِیْبُھُمْ وَمِصْبَاحُھُمْ فِیْ کُلِّ نَادٍ وَّمَحْفَلِ۔
آپ تو انبیاء کے امام اور خطیب ہیں اور ہر محفل کی شمع اور چراغ ہیں۔

(۱۰) وَصَلِّ بِاَمْلَاکِ السَّمَآءِ لِیَقْتَدُوْا وَ یَسْتَمِعُوْا قُرْاٰنَ خَیْرِ مُرَتِّلِ۔
اور فرشتوں کو بھی نماز پڑھائیے تاکہ سب آپ کی اقتداء کریں اور آپ کے قرآن کو سنیں۔

ف۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے امامت فرمائی انبیاء کرام اور ملائکہ مکرمین سب نے آپ کی اقتداء کی۔ جہاں تک روایات سے معلوم ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ سب حضرات ساکت وصامت آپ کی قراءت سنتے رہے۔ بظاہر آپ کے پیچھے نہ کسی نے فاتحہ پڑھی اور نہ سورت۔ معلوم ہوا کہ بحالت اقتداء حضرات انبیاء کی سنت، استماع اور انصات ہے۔ قرأت خلف الامام ان کا طریق نہیں۔ ان کی شان اس سے اعلیٰ اور ارفع ہے کہ امام سے منازعت کریں اور اس کی قرأت میں موجب خلجان بنیں۔

(۱۱) وَمِنْهَا اِلَی السَّبْعِ السَّمٰوٰتِ قَدْ سَمَا
فَنَادَتْهُ خُزَّانُ الْجَنَابِ الْمُجَلَّلِ

اور وہاں سے آسمان پر گئے۔ جب آسمان پر پہونچے تو بارگاہِ عالی کے خازنین نے آواز دی۔

(۱۲) عَلَی الطَّائِرِ الْمَیْمُوْنِ یَا خَیْرَ قَادِمٍ وَ اَھْلًا وَسَھْلًا بِالْمَعَالِیْ تَفَضَّلِ

بخت مبارک پر آ۔ اے بہترین آنے والے (اہلاً وسہلاً) اور معالی اور مکارم کے ساتھ مہربانی فرمائیے

(۱۳) وَقَالَتْ لَہُ الْاَمْلَاکُ اَھْلًا وَ مَرْحَبًا اَلَا اَیُّھَا الْمَقْبُوْلُ لِلّٰہِ اَقْبِلِ

اور فرشتوں نے اہلاً ومرحبا کہا۔ اے اللہ کے مقبول بندے تشریف لائیے۔

(۱۴) رَاَی الْاٰیَۃَ الْکُبْرٰی وَمَا شَاءَ رَبُّہٗ رَاٰی جَنَّۃَ الْمَاْوٰی وَمَا لَمْ یُخَیَّلِ۔

خدا کی بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھا اور جو خدا نے چاہا اور جنت الماویٰ کو بھی دیکھا اور وہ چیزیں بھی دیکھیں جو وہم اور خیال میں بھی نہیں آسکتیں۔

(۱۵) دَنٰی فَتَدَلّٰی قَابَ قَوْسَیْنِ وَاَدْنٰی وَاُکْرِمَ بِاِیْحَاءٍ سُبْحَانَ مُفْضِلِ

اور اتنے قریب ہوئے کہ دو کمان کا فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم اور بلا واسطہ وحی اور کلام سے عزت بخشی۔ سبحان اللہ

کیا ہی فضل فرمانے والے ہیں۔

(۱۶) رَاٰہُ رَاٰہُ دُوْنَ شَكٍّ وَّرِيْبَةٍ وَمَا زَاغَتِ الْعَيْنَانِ عَنْ نُوْدِهِ الْجَلِىْ

اور بلا شک و شبہ حق تعالیٰ شانہٗ کو دیکھا اور آپ کی آنکھیں اس نور کی تجلّی ہی میں مشغول ہیں کسی اور جانب التفات نہیں کیا۔

ف ۔ ان اشعار میں اس طرف اشارہ ہے کہ دَنیٰ فتدلّٰی میں دُنُو ربّ العزّت یعنی حق جل وعلا کا قرب مراد ہے دُنو جبریل مراد نہیں جیسا کہ بعض مفسرین ادھر گئے ہیں۔

صحیح بخاری کی حدیث شریک عن انس رضی اللہ عنہ میں ہے

حَتّٰی جَاءَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰی وَدَنَا الْجَبَّارُ رَبُّ الْعِزَّةِ فَتَدَلّٰی حَتّٰی كَانَ مِنّٰی قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی فَاَوْحَی اللّٰهُ فِيْمَا اَوْحٰی خَمْسِيْنَ صَلٰوةً الحديث

حتیٰ کہ سدرۃ المنتہیٰ آ گیا اور خدا تعالےٰ کا قرب اتنا بڑھا کہ مجھ سے ایک کمان یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا پھر خدا تعالیٰ نے وحی فرمائی جو کچھ وحی فرمائی پچاس نمازیں الخ

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ آیت شریفہ میں دَنا اور فتدلّٰی کا فاعل حق تعالیٰ شانہٗ ہے چنانچہ حافظ عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَقَدْ اَخْرَجَ الْاُمْوِیُّ فِی مَغَازِیْہِ وَمِنْ طَرِیْقِ الْبَیْھَقِیُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو وَّاَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی قَالَ دَنَا مِنْہُ رَبُّہٗ وَھٰذَا سَنَدٌ حَسَنٌ وَھُوَ شَاھِدٌ قَوِیٌّ لِرِوَایَۃِ شَرِیْكٍ

اموی نے مغازی میں اور اسی سند سے امام بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی کی تفسیر میں یہ روایت کی ہے کہ دَنَا مِنْہُ رَبُّہٗ یعنی حق تعالیٰ جل شانہٗ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے قریب ہوئے اور یہ سند حسن ہے اور روایت شریک کے لئے ایک قوی شاہد ہے (فتح الباری ج ۱۳ صفحہ ۴۰۳ باب ما جاء فی قول اللہ تعالیٰ وکلّم اللہ موسیٰ تکلیما

(۱۷) رَاٰہُ بِعَیْنَیْ رَأْسِہٖ وَفُؤَادِہٖ رَوَاہُ ابْنُ عَبَّاسٍ بِنَصٍّ مُسَلْسَلٍ

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے شب معراج میں حق تعالیٰ شانہٗ کو راس مبارک کی دونوں آنکھوں سے دیکھا اور دل کی آنکھ سے بھی دیکھا جیسا کہ ابن عباس رضؓ نے اس کو روایت فرمایا ہے۔

(۱۸) وَهٰذَا حَدِيْثٌ جَيِّدٌ وَّمُوَثَّقٌ وَ اَخْرَجَهُ الْبَزَّارُ ثُمَّ ابْنُ حَنْبَلٍ

اور یہ حدیث بالکل جید اور مستند ہے اور امام بزار نے اور امام احمد ابن حنبل رحمہما اللہ تعالےٰ نے اس کی تخریج کی ہے چنانچہ خصائص الکبریٰ کے صفحہ ۱۶۱ جلد اول پر ہے۔

وَاَخْرَجَ اَحْمَدُ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ

مسند امام احمد بن حنبل میں ابن عباس رضؓ سے باسنادِ صحیح روایت ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے حق تعالیٰ شانہ کو دیکھا

اور خصائص کبریٰ کے صفحہ ۱۷۵ جلد اول پر ہے

وَاَخْرَجَ الْبَزَّارُ مِنْ طَرِيْقِ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ مُحَمَّدًا رَاٰ رَبَّهٗ الخ

امام بزار نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حق تعالیٰ کو دیکھا۔

وَاَخْرَجَ الطَّبْرَانِيُّ فِي السُّنَّةِ وَالْحَكِيْمُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

طبرانی نے اور حکیم ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آں حضرت

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
رَأَيْتُ النُّوْرَ الْاَعْظَمَ	کہ میں نے نورِ اعظم یعنی نورِ الٰہی کو
فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيَّ مَاشَاءَ	دیکھا پھر اللہ نے میری طرف
اَنْ يُّوْحِىَ (تفسیر درمنثور ص۱۲۳ ج۶)	وحی بھیجی جو چاہی

اور شفائے قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ کے ص۹۱ پر ہے

رَوٰى شَرِيْكٌ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رض	شریک نے حضرت ابوذر رضی
فِيْ تَفْسِيْرِ الْاٰيَةِ مَاكَذَبَ	اللہ تعالیٰ عنہ سے مَاكَذَبَ
الْفُؤَادُ قَالَ رَاَى النَّبِيُّ	الْفُؤَادُ کی تفسیر میں نقل کیا
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
رَبَّهٗ وَرَوٰى مَالِكُ	وسلم نے خدا کو دیکھا اور معاذ
ابْنُ يُخَامِرَ عَنْ مُعَاذٍ	ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ	سے روایت ہے کہ آنحضرت
عليه وسلم قال	صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
رَاَيْتُ رَبِّيْ	میں نے اپنے پروردگار کو دیکھا
وَحَكَى ابْنُ اِسْحَاقَ اَنَّ	مروان نے ابوہریرہ رضی اللہ
مَرْوَانَ سَاَلَ اَبَا هُرَيْرَةَ	عنہ سے سوال کیا کہ کیا رسول اللہ
هَلْ رَاٰى مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ	صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا کو
فَقَالَ نَعَمْ	دیکھا؟ تو ابوہریرہ نے فرمایا
وَحَكَى النَّقَّاشُ	کہ ہاں دیکھا ہے۔ نقاش

عَنْ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلَ
اَنَّهٗ قَالَ اَنَا اَقُوْلُ
بِحَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض
بِعَيْنِهٖ رَاٰهُ رَاٰهُ
حَتّٰى انْقَطَعَ نَفْسُهٗ
يَعْنِىْ نَفْسُ اَحْمَدَ وَ
حَكَى عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَّ
الْحَسَنَ كَانَ يَحْلِفُ
بِاللّٰهِ لَقَدْ رَاٰى مُحَمَّدٌ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَبَّهٗ وَقَالَ اَبُوالْحَسَنِ
الْاَشْعَرِىُّ وَجَمَاعَةٌ
مِنْ اَصْحَابِهٖ اَنَّهٗ
رَاٰى اللّٰهَ بِبَصَرِهٖ
وَعَيْنَىْ رَاْسِهٖ
اھ

نے احمد بن حنبل رح سے نقل کیا
ہے انھوں نے فرمایا کہ میں حدیث
ابن عباس رض کا قائل ہوں ۔
نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے
حق تعالےٰ کو اپنی آنکھ سے دیکھا
ہے دیکھا ہے بار بار فرماتے رہے
یہاں تک کہ امام احمد بن حنبل کا
سانس منقطع ہوگیا اور عبدالرزاق
نے امام حسن بصری رح سے روایت
کیا ہے کہ آپ قسم کھا کر فرماتے
تھے کہ آں حضرت صؐ نے خدا تعالیٰ
کو دیکھا ہے ۔ اور امام ابو الحسن
اشعری اور ایک جماعت ان کے
اصحاب کی یہ کہتی ہے کہ آنحضرت صؐ
نے اسی رأس مبارک کی دو آنکھوں
سے حق تعالیٰ کو دیکھا ہے ۔

(۱۹) وَكَلَّمَهُ الْمَوْلٰى وَ
لَمْ يَكُ حَاجِبٌ فَلِلّٰهِ
مِنْ قَدْرٍ عَلِيٍّ

اور حق جل شانہ نے آپ سے
بلا واسطہ کلام فرمایا درمیان میں
کوئی حاجب نہ تھا سبحان اللہ

وَّ اَجْمَلِ — کیا عُلُوِّ قدر اور رفعت مرتبہ ہے

کلامے کہ بے آلہ آمد شنید — تعالیٰ کہ آں دیدنی بود دید
چناں دید کز حضرت ذوالجلال — نہ زاں سُو جہت بُد نہ زیں سُو خیال

عارف جامی قدس سرہ السامی

بدید آنچہ از دیدن بروں بود — مپرس از ما ز کیفیت کہ چوں بود
نہ چندی گنجد آں جا دنہ چونی — فروبند از کمی لب وز فزونی
شنید آں گہ کلامے نے باآواز — معانی درمعانی راز با راز
نہ آگاہی ازو کام و زباں را — نہ ہمراہی از و نطق و بیان را

(۲۰) رَوَاهُ ثِقَاتٌ عَنْ ثِقَاتٍ مُسَلْسَلاً فَلَا تَكُ فِيْ شَكٍّ وَلَا تَتَاَمَّلِ — اس کو ثقات نے ثقات سے روایت کیا ہے لہذا اس میں شک اور تامل نہ کرو

بخاری کی روایت مع شاہد قوی کے ہم نقل کر چکے ہیں یعنی دنا الجبار رب العزۃ اور فاوحی اللہ فیما اوحی ا ھ جس میں صراحۃً دنی کی اسناد حق تعالیٰ شانہ کی طرف کی گئی بلکہ اس روایت سے اس اختلاف کا بھی فیصلہ ہو جاتا ہے کہ سورۂ نجم میں ثم دنی فتدلی اور فاوحی الی عبدہ ما اوحی کی ضمائر کے متعلق ہوا ہے کہ دنا سے دنو جبرئیل مراد ہے یا دنو رب العزت اور "فاوحی" میں ایحاء بواسطۂ ملک

مراد ہے یا بلا واسطہ۔ بخاری کی یہ روایت مع شاہد قوی اسی کی مقتضی ہے کہ "دنیٰ فتدلی" سے قرب آلہی اور "فاوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ" سے مکالمہ آلہی مراد لیا جائے۔ اور الی عبدہ کا قرینہ بھی اسی کو مقتضی ہے کہ ایجاء کی اسناد حق تعالیٰ شانہ کی طرف ہو نہ کہ جبرئیل کی جانب اور ترتیب ونظم اس طرح سے ہے کہ گذشتہ آیات یعنی علمہ شدید القوی میں اس وحی کا تذکرہ ہے کہ جو بواسطۂ ملک اور بواسطۂ جبرئیل تھی اور ثم دنی فتدلّٰی اور فاوحیٰ اِلیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ میں قرب آلہی اور بلا واسطہ مکالمۂ آلہی اور مشاہدۂ جمال آلہی کا ذکر ہے اور کلمہ ثم اس مقام پر تراخی رتبی کے لیئے ہے نہ کہ تراخی زمانی کے لئے۔ اس لیئے کہ بلا واسطہ مکالمۂ آلہی وحی بالواسطہ سے بدرجہا رتبۃً زائد ہے اور اسی کو علامہ طیبی نے اختیار فرمایا ہے جیسا کہ روح المعانی میں مذکور ہے۔

اور سورۂ نجم کا سیاق وسباق چونکہ آپ کی تشریف وتکریم کو مقتضی ہے اس لیئے اس کے مناسب تراخی رتبی ہے نہ کہ تراخی زمانی۔

نیز جبکہ متعدد روایات سے ثابت ہو گیا کہ دنا سے دنو رب العزت مراد ہے تو فاوحی سے قطعًا وحی بلا واسطہ مراد ہونی چاہیئے اس لیئے کہ ایجاء بواسطۃ الملک کی تفریع دنو جبریل

کے مناسب ہے دنو رب العزت کے مناسب نہیں۔ اس لئے کہ
جب بلا واسطہ قرب خداوندی حاصل ہوگیا تو پھر اب فرشتہ
کا واسطہ کیسا؟ اب تو قاب قوسین سے بڑھکر قرب ہے اور
مشاہدۂ جمال ربانی اور بلا واسطہ مکالمۂ رحمانی ہے "کرا اما کاتبین
را ہم خبر نیست" کا مضمون ہے۔ جبرئیل امین تو سدرۃ المنتہیٰ
ہی پر یہ کہہ کر رہ گئے تھے ؎

اگر یک سر موئے برتر پرم — فروغ تجلّی بسوزد پرم

اور بحوالۂ درمنثور طبرانی اور حکیم ترمذی کی جو روایت عن انسؓ
ہم نقل کر چکے ہیں وہ بھی اسی کی تائید کرتی ہے کہ فاوحیٰ سے
بلا واسطہ مکالمہ الٰہی مراد لیا جائے تاکہ فاوحیٰ الیٰ عبدہ
میں فائے تفریعیہ کا مدلول مناسب ہو جائے واللہ تعالیٰ اعلم

(۲۱) وَمَا كَذَبَ الْقَلْبُ الْمُنَوَّرُ مَارَاٰی سَرٰی نُوْرُ عَیْنَیْہِ بِقَلْبٍ مُّصَقَّلٍ

اور آپ کی رویتِ قلبی رویتِ بصری کے خلاف نہ تھی نورِ بصر اور مشاہدۂ عینی قلب مبارک میں سرایت کر گیا تھا نورِ بصر نورِ بصیرت میں ایسا مدغم ہوا کہ مل کر دونوں ایک ہوگئے اور رویتِ قلبی اور رویتِ بصری میں کوئی فرق نہ رہا۔

(۲۲) وَصَادَ شُهُوْدُ الْعَيْنِ فِيْ قَلْبِهِ الزَّكِيِّ وَصَادَ بِنُوْرِ اللّٰهِ لِلّٰهِ يَجْتَلِيْ۔

اور مشاہدۂ عینی اور ابصار بصری قلب مبارک میں اس طرح داخل ہوا کہ مل کر دونوں ایک ہو گئے اور اللہ کے دیئے ہوئے نور سے نور السموات والارض کو دیکھنے لگے۔

اور اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہیں کہ دل میں اسی قسم کا ابصار پیدا فرما دیں جیسا کہ آنکھ سے ہوتا ہے وما ذٰلک علی اللہ بعزیز اس لئے کہ ابصار حاسۂ ابصار کا ذاتی اقتضاء نہیں محض خلق الٰہی کے تابع ہے۔ حق تعالیٰ شانہ اگر چاہیں تو کانوں سے بجائے استماع کے ابصار ہو سکتا ہے۔ اسی طرح اگر حق تعالیٰ شانہ قلب مبارک میں اسی طرح کا ابصار پیدا فرما دیں جس قسم کا حاسۂ بصر میں ہوتا ہے تو کوئی مستبعد نہیں علامہ زرقانی نے شرح مواہب صفحہ ۱۱۷ جلد ۶ میں حافظ عسقلانی سے یہی معنی نقل فرمائے ہیں حضرات اہل علم اصل کی مراجعت فرمائیں۔

اور ایک مرفوع روایت اس کی مؤید ہے۔

اَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُ رَبِّیْ بِاَحْسَنِ صُوَرٍ اِلٰی اَنْ قَالَ مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَاٰی فَنَظَرْتُ اِلَیْہِ بِفُؤَادِیْ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے شب معراج میں حق تعالیٰ کو نہایت عمدہ صورت میں دیکھا اور میرا نور بصر قلب میں کر دیا گیا (در منثور ج ۶ ص ۲۴)

اور اسی کو امام رازی نے تفسیر کبیر میں اختیار فرمایا ہے تاکہ قائلین رویت بصریہ اور قائلین رویت قلبیہ کے درمیان میں تطبیق اور توفیق بھی ہو جائے ۔ علامہ قاری شرح مشکوٰۃ میں امام ہمام کے اس قول کو نقل کرکے لکھتے ہیں ھو غایۃ التحقیق وکفایۃ التدقیق اور اسی مضمون کو کسی شاعر نے ادا کیا ہے ؎

کلام سرمدی بے نقل بشنید
خداوند جہاں را بے جہت دید

دراں دیدن کہ حیرت حاصلش بود
دلش در چشم و چشمش در دلش بود

(۲۴) وَمَا جَاءَ مِنْ نَفْیِ الْاِدْرَاکِ اَعْنِیْ اُرِیْدَ بِہٖ نَفْیُ الْاِحَاطَۃِ فَاعْقِلْ

اور آیت لا تدرکہ الابصار سے بظاہر جو ادراک بصری کی نفی معلوم ہوتی ہے سو اس کے معنی یہ ہیں کہ نگاہیں اس نور السموٰت والارض کا احاطہ کرنے سے عاجز اور قاصر ہیں۔

ادراک مطلق رؤیت کا نام نہیں بلکہ ادراک اُس رؤیت کو کہتے ہیں جو علی وجہ الاحاطہ ہو لہٰذا ادراک بمعنی رؤیت علی وجہ الاحاطہ کی نفی سے مطلق رویت کی نفی لازم نہیں آتی لانّ انتفاء المقید لا یستلزم انتفاء المطلق۔
ابصار حق تعالیٰ جل شانہ کی رؤیت سے مشرف ہوسکتی ہیں مگر احاطہ ناممکن اور محال ہے اس لیے کہ حق تعالیٰ شانہ ہی سب کو محیط ہیں اَلَا اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ اس محیط الکل کا کون احاطہ کرسکتا ہے۔ نیز محیط محاط سے اوسع ہونا چاہیے اور حق تعالیٰ سے زیادہ واسع کون ہوسکتا ہے۔

(۲۴) کَمَا فَسَّرَ الْحَبْرُ الْجَلِیْلُ لِسَائِلٍ فَاَثْلَجَ صَدْرَ السَّائِلِ الْمُتَمَلْمِلِ	جیسا کہ حبر جلیل عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک سائل کے جواب میں اس آیت کی یہی تفسیر فرما کر سائل کے قلب کو اس طرح ٹھنڈا کردیا جس طرح کہ برف سے کوئی شے ٹھنڈی کردی جاتی ہے۔
قال ابن عباسؓ کلت ابصار المخلوقین عن الاحاطۃ بہ	ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ تمام مخلوق کی نگاہیں حق تعالیٰ کے احاطہ سے قاصر اور عاجز ہیں۔ (تفسیر فتح البیان)

اور یہی مراد ہے اس حدیث کی جس میں یہ آیا ہے کہ انیّ اراہ یعنی اس کا احاطہ کہاں کرسکتا ہوں تاکہ یہ روایت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث رأیت ربیّ اور حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رایت النور الاعظم وغیرہا سے معارض نہ رہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

(۲۵) وَقَدْ جَاءَ اِدْرَاكُ بِمَعْنٰی اِحَاطَةٍ بِقِصَّةِ فِرْعَوْنٍ بِذِكْرٍ مُّرَتَّلِ كَمَا قَالَ تَعَالٰى قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰىٓ اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ۝ حَتّٰىٓ اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ

اور لفظ "ادراک" بمعنے احاطہ فرعون لعین کے قصہ میں قرآن عزیز میں مستعمل ہوا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے کہا ہم گھیر لئے گئے یعنی احاطہ کر لئے گئے۔ یہاں تک کہ غرق نے فرعون کو پکڑ لیا اور اپنے احاطہ میں لے لیا

(۲۶) لَطِيْفٌ وَّمَحْجُوْبٌ بِنُوْرِ جَلَالِهٖ كَمَا قَدْ رُوِيْنَا مُسْنَدًا غَيْرَ مُرْسَلِ

حق تعالیٰ شانہ لطیف ہیں اور نور عظمت و جلال سے محجوب و مستور ہیں جیسا کہ صحیح مسلم میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:-

ایک روز آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں یہ ارشاد

فرمایا حجابہ النور لو کشفہ لاحرقت سبحات وجھہ ما انتھی الیہ بصرہ حق تعالیٰ کا حجاب نور ہے اگر حق تعالیٰ جل و علا اپنے اس حجاب کو اُٹھا دیں تو سبحاتِ جلال اور انوار وجہ ذوالجلال والاکرام تمام مخلوق کو جلا کر خاکستر بنا دیں۔ یعنی اُس احکم الحاکمین کا حجاب اس طرح کا نہیں جس طرح کہ دنیوی بادشاہوں کا ہوتا ہے۔ بلکہ جس طرح کہ اُس کی ذات لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ اور بے چون و چگون ہے اسی طرح اس کا حجاب بھی بے چون و چگون اور نرالا ہے یعنی اس کا حجاب نور ہے۔ اسی بنا پر بعض عارفین کا قول ہے کہ لیلۃ الاسرار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیدار الٰہی سے مشرف ہوئے اور بعض حجابات بھی آپ کے لئے اُٹھا دیئے گئے مگر حجاب کبریائی اور سبحاتِ عظمت و جلال ہنوز باقی تھے اور اُن کا انکشاف نہ ہوا تھا۔

(۲۷) فَاَنّٰی لِاَبْصَارِ الْوَرٰی وَالْبَصَائِرِ اِحَاطَۃٌ نُوْرُ اللّٰہِ اِذْ ھُوَ یَتَجَلّٰی	پس مخلوق کی بصر اور بصیرت یعنی ظاہر اور باطن کی آنکھیں نور الٰہی کا کہاں احاطہ کر سکتی ہیں۔
(۲۸) وَاِنْکَارُ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ لِرُؤْیَۃٍ فَذَاکَ اجْتِہَادُہٗ	اور اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دیدار سے انکار فرمانا کہ شبِ معراج میں

إِنْ سَنَا مَسَلَكْتُ تَعَقَلِ | آپ کو رؤیت نہیں ہوئی سو یہ انکار اجتہاد اور استنباط پر مبنی ہے

آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نہیں بلکہ آپ کا صریح ارشاد یہ ہے رأیتُ ربّی اور رأیتُ النور الاعظم وغیر ذٰلک من الروایات التی سبقت انفا فنذکرھا۔

(۲۹) کَمَا قَالَ مُحِیُ الدِّیْنِ فِیْ شَرْحِ مُسْلِمٍ تَلَقَّاہُ أَعْلَامُ الْھُدٰی بِالتقبلِ | جیساکہ شیخ محی الدین نووی نے شرح مسلم میں ذکر فرمایا ہے اور علمائے اعلام نے اس جواب کو قبول کیا ہے۔

قال الامام النووی اعلم ان عائشۃ رضی اللہ عنہا لم تنف وقوع الرویۃ بحدیث مرفوع ولو کان معہا لذکرتہ وانما اعتمدت الاستنباط علی ما ذکرت من ظاہر الآیۃ وقد خالفہا غیرہا من الصحابۃ والصحابی اذا قال قولا وخالفہ غیرہ منہم لم یکن ذلک القول حجۃ اتفاقا۔ والمراد بنفی الادراک فی الآیۃ الکریمۃ نفی الاحاطۃ وذلک لا ینافی الرویۃ انتہی کذا فی شرح العقیدۃ السفارینیہ صفحہ ۲۴۲ جلد ۲ -

(۳۰) وَمَا قِیْلَ إِنَّ | ان اشعار میں فلاسفہ اور

أَيْنَ شَرْطٌ لِرُؤْيَةٍ
فَهٰذَا مَقَالٌ
عَنْ صَوَابٍ
بِمَعْزِلِ

معتزلہ کا رد ہے کہ جو رویت باری کو عقلاً محال سمجھتے ہیں یعنی منجانب منکرین رویت یہ جو کہا گیا کہ رویت (دیدار) کیلئے یہ شرط ہے کہ مرئی (یعنی جس کو دیکھا جائے) کسی اَیْنَ یعنی کسی مکان اور جہت میں ہو اور حق تعالیٰ شانہ کے لئے کوئی مکان اور جہت نہیں لہذا حق تعالیٰ کی رؤیت ممکن نہیں اس لئے کہ رؤیت کی شرط متحقق نہیں یعنی مرئی کا کسی مکان اور جہت میں ہونا۔ سو معتزلہ اور منکرین رویت کا یہ تمام کلام حق اور صواب کی منزلوں سے بہت دور ہے۔

(۳۱) فَلَيْسَ مَكَانٌ
لِلْمَكَانِ وَوِجْهَةٌ
وَمَعْ ذَاكَ مَرْئِيٌّ
بِغَيْرِ تَخَيُّلِ

اس لئے کہ مکان کے لئے کوئی مکان نہیں اور جہت کے لئے کوئی جہت نہیں اور باایں ہمہ پھر مکان حقیقۃً بغیر کسی تخیل کے محسوس اور مبصر ہے۔

(۳۲) وَلَيْسَ زَمَانٌ
لِلزَّمَانِ بِلَامِرَا
وَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ
فَاَهْلَ الْحِجٰى سَلِ

اور جیسا کہ زمانے کے لئے کوئی زمانہ نہیں بلا شک و شبہ اور اگر تجھ کو شک ہے تو اہل علم سے دریافت کرلے۔

(۳۳) وَهٰذَا هُوَ الْحَقُّ

اور یہی حق ہے اس کو تسلیم کر

الصَّرِیحُ فَسَلِّمَنْ وَ اِلَّا فَـاِنِّیْ مُفْحِمٌ بِالتَّسَلْسُلِ

ورنہ میں بذریعہ تسلسل ساکت کروں گا۔ اس لئے کہ اگر زمان کے لئے زمان اور مکان کے لئے مکان ہو تو پھر اس زمان اور مکان کے لئے ایک اور زمان اور مکان درکار ہوگا وھکذا یتسلسل الی غیر النہایۃ

(۳۴) وَلَاخَیْرَ فِیْ قَوْلٍ یَّکُوْنُ تَفَلْسُفًا وَلَافِیْ اعْتِزَالٍ مَّسْلَکٌ مُّتَزَلْزِلٍ

اور فلسفیانہ اور معتزلانہ باتوں میں کوئی خیر اور بھلائی نہیں۔

(۳۵) فَکُنْ اَشْعَرِیًّا لَّاعَشِیْقَ تَفَلْسُفٍ تَکُوْنُ بَعِیْدًا مِّنْ ضَلَالٍ وَّ مُجْهَلٍ

اشعری المسلک بن جا فلسفہ کا عاشق نہ بن جہالت اور گمراہی سے دور رہے گا۔

(۳۶) عَلٰی اَنَّهٗ لِلْکَیْفِ وَالْاَیْنِ خَالِقٌ
فَکَیْفَ مَجَالُ الْکَیْفِ فِیْ شَانِهِ الْعَلِیْ

علاوہ ازیں حق تعالیٰ شانہ تو کیف اور این سب کے خالق ہیں پس اُس کی شان عالی میں کیف اور این کا کیسے گذر ہو سکتا ہے اور اس کے دیدار کے لئے کیف اور این کیسے شرط ہو سکتے ہیں۔

(۳۷) وَلَیْسَ لَہٗ حَدٌّ
وَّلَا یُتَصَوَّرُ مَتٰی
مَا تَرَقَّی الْعَقْلُ
فِیْہِ یُسَفَّلُ

اور اس کی کوئی حد اور نہایت
نہیں نہ اس کی کوئی تعریف ہو
سکتی ہے اور نہ اُس کی حقیقت
اور کُنہ کا تصور ہو سکتا ہے عقل
جب کبھی اوپر پرواز کرنا چاہتی
ہے نیچے پھینک دی جاتی ہے

(۳۸) لَہُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی
تَعَالٰی جَنَابُہٗ تَقَدَّسَ
عَنْ تَمْثِیْلِ کُلِّ
مُمَثِّلٖ

اُس کی شان نہایت اعلیٰ اور
ارفع ہے اور اُس کی بارگاہ
نہایت بلند ہے تشبیہ اور تمثیل
سے پاک اور منزہ ہے۔

(۳۹) عَلَا وَعَلَا اَنْ
یُّدْرِكَ العقل شانہٗ
سَمَا وَسَمَا عَنْ فِکْرَۃِ
الْمُتَاَمِّلِ

اُس کی شان عالی اس سے بلند
ہے کہ عقل اس کا ادراک کر سکے
وہ فکر اور خیال سے بالا اور
برتر ہے۔

(۴۰) وَقَدْ جَلَّ عَنْ
اَوْھَامِنَا وَظُنُوْنِنَا
وَاَنّٰی لِفَانٍ دَرْکُ
بَاقٍ مُؤَزَّلٖ

وہ تو وہم و گمان سے بھی برتر
ہے اور فانی، باقی اور ازلی کا
کیسے ادراک کر سکتا ہے۔

(۴۱) وَفِیْ اِصْبَعَیْہِ

اُسی کی انگلیوں میں ہماری عقلیں
اور دل ہیں۔ تاگے کی طرح

عَقْلُنَا وَقُلُوْبُنَا يُقَلِّبُهَا تَقْلِيْبَ خَبْطٍ مُوَصَّلِ — ان کو پلٹتا رہتا ہے۔

(۴۲) وَمِنْ اَمْرِهٖ اِدْرَاكُهَا وَاهْتِدَاؤُهَا مَتٰى شَاءَ يُطْلِقُهَا مَتٰى شَاءَ يَعْقِلُ مَتٰى شَاءَ يُرْشِدُهَا مَتٰى شَاءَ يُضِلُّ مَتٰى شَاءَ يُعْمِلُهَا مَتٰى شَاءَ يَعْزِلُ

عقل اور دل اپنی ذات سے ایک جماد محض ہیں ادراک اور تعقل سے خالی اور عاری ہیں اللہ ہی کے حکم اور مشیت سے عقل اور قلب میں ادراک اور رہنمائی کی شان پیدا ہوئی وہی قادر مطلق جب چاہتا ہے عقلوں کو کھول دیتا ہے کہ ادراک کرنے لگتی ہیں اور جب چاہتا ہے تو عقلوں کے پیر میں عقال یعنی رسی ڈال دیتا ہے کہ حرکت نہ کر سکیں۔ جب چاہتا ہے عقلوں کو رشد اور رہنمائی عطا فرماتا ہے اور جب چاہتا ہے تو عقلوں کو گمراہ کر دیتا ہے اور جب چاہتا ہے تو ان کو باکار بنا دیتا ہے اور جب چاہتا ہے تو معطل اور بے کار کر دیتا ہے۔

(٤٤) لَقَدْ سَافَرَتْ فِيْهِ الْعُقُوْلُ فَلَمْ تَعُدْ
سِوٰى حَيْرَةٍ اَوْ خَيْبَةٍ اَوْ تَذَلُّلِ

عقلوں نے اس کی بارگاہ عالی پر پہونچنے کے لئے سفر کیا سوائے حیرت اور ناکامی اور ذلت کے اور کوئی شئے لیکر واپس نہ آئیں

(٤٥) فَيَا مُدَّعِيْ الْاِدْرَاكِ وَالْعَقْلِ فَكِّرَنْ
فَعَقْلُكَ مَعْقُوْلٌ بِبِئْرٍ مُعَطَّلِ

پس اے عقل اور فہم کے مدعی ذرا غور کرلے تیری عقل تو عقال (رسی) میں باندھ کر کنوئیں میں لٹکی ہوئی ہے بغیر خداوند ذوالجلال کی مشیت کے ذرہ برابر ادراک نہیں کرسکتی

(٤٦) وَسَبِّحْ اِلٰهَ الْعٰلَمِيْنَ بِحَمْدِهٖ
وَقَدِّسْهُ تَقْدِيْسًا وَمَجِّدْ وَهَلِّلِ

اور اللہ کی تسبیح اور تحمید اور تنزیہ وتقدیس اور تمجید وتہلیل میں لگا رہ۔

(٤٧) وَسَلِّمْ وَصَدِّقْ مَا حَكَاهُ نَبِيُّهٗ
مِنَ الْمَلَاِ الْاَعْلٰى بِغَيْرِ تَاَمُّلِ

اور اللہ کا نبی جو کچھ ملا اعلیٰ کی خبر دے اس کو بے چون وچرا تسلیم کر۔

(٤٨) وَلَيْسَ مُحَالًا اَنْ يَّرَى الْعَبْدُ رَبَّهٗ
بِغَيْرِ مُحَاذَاةٍ وَاَيْنٍ وَّهَيْكَلِ

اور بندہ کا اپنے رب کو بغیر کسی محاذات اور بغیر کسی مقابلہ اور بغیر کسی جہت اور مکان اور جہت کے دیکھنا عقلاً کوئی

محال نہیں جس کا انکار کیا جائے اور جو چیز عقلاً ممکن ہو اور مخبر صادق اس کی خبر دے تو عقلاً اس کی تصدیق اور تسلیم کرنا واجب ہے۔

(۴۹) کَمَا جَازَ لِلّٰہِ الْمُھَیْمِنِ اَنْ یَّرٰی بِلَاجِہَۃٍ سُکَّانَ دَارًا لِّتَحَوُّلِ

جس طرح کہ اللہ سبحانہٗ اپنی تمام مخلوق کو دیکھتے ہیں حالانکہ حق تعالیٰ مکان اور جہت سے پاک اور منزّہ ہیں اور مخلوق مکان اور جہت میں ہے پس جس طرح حق جل وعلا کے بصیر اور رائی ہونے کے لئے یہ شرط نہیں کہ وہ کسی مکان اور جہت میں ہو اسی طرح حق تعالیٰ کے مرئی اور مُبصَر ہونے کے لئے بھی یہ شرط نہیں کہ وہ کسی مکان اور جہت میں ہو جس طرح یہ ممکن ہے کہ حق تعالیٰ ہم کو دیکھے ہم تو جہت اور مکان میں ہوں اور وہ جہت اور مکان سے پاک ہو اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ ہم خداوند ذوالجلال کو اس طرح دیکھیں کہ ہم تو مکان اور جہت میں ہوں اور وہ مکان اور جہت سے پاک اور منزّہ ہو۔

فَہُمْ فِی الْجِہَاتِ وَ الْاِلٰہُ مُنَزَّہٌ وَ حَاشَاہُ مَالِلدِّیْنِ فِیْہِ بِمَدْخَلِ

پس بندے مکان اور جہت میں ہیں اور خداوند ذوالجلال بلا مکان اور جہت کے ان کو دیکھ رہا ہے اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ جنت میں اہل ایمان حق جل شانہٗ کو اس طرح دیکھیں کہ دیکھنے والے

جہت اور مکان میں ہوں اور جس خداوند ذوالجلال کو دیکھیں وہ جہت
اور مکان سے پاک اور منزّہ ہو ھذا توضیح ما قالہ الامام الغزالی
قدس اللہ سرّہٗ فی کتاب الاحیاء فافہم ذٰلک
واستقم

(۵۱) وَقَدْ كَانَ قَبْلَ الْكَوْنِ مَا كَانَ غَيْرُهٗ وَ قَبْلَ الْجِهَاتِ مِنْ عُلُوٍّ وَّ اَسْفَلٍ

تمام کائنات سے پہلے وہی تھا کوئی شئے اس کے سوا نہ تھی کان اللہ ولم یکن معہ شئی اس وقت نہ کوئی مکان اور جہت تھی اور نہ کوئی فوق اور تحت تھا اس لئے عقلاً اس کا مکان اور زمان سے منزہ ہونا ضروری ہے

(۵۲) وَاِنْ شِئْتَ بُرْهَانًا لِاِمْكَانِ رُؤْيَةِ الْاِلٰهِ الْجَلِيْلِ مِنْ طَرِيْقِ التَّعَقُّلِ

اور اگر تو خداوند ذوالجلال کی رؤیت کے امکان کی کوئی دلیل عقلی چاہتا ہے

(۵۳) فَذَاكَ اشْتِيَاقُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِلٰى لِقَاءِ رَبِّهِمِ الْاَعْلٰى حَنِيْنَ مُؤَمَّلِ

سو وہ دلیل اہل ایمان کا بیتابانہ اشتیاق ہے کہ اہل ایمان خدا تعالیٰ کے دیدار کے مشتاق اور امیدوار ہیں۔

(۵۴) وَمَا الشَّوْقُ اِلَّا

اور شوق کی حقیقت یہ ہے کہ

شِدَّۃٌ فِی الْإِرَادَۃِ وَفَرْطُ نُزُوعِ النَّفْسِ نَحْوَ الْمُؤَمَّلِ — طلب میں شدت اور میلان اور رغبت میں زیادتی ہو۔ والمؤمل بصیغۃ المفعول بمعنی المامول۔

(۵۵) وَھَلْ مُمْکِنٌ شَوْقٌ وَفَرْطُ إِرَادَۃٍ لِمَا لَیْسَ فِی الْإِمْکَانِ عِنْدَ مُحَصِّلِ — اور محال اور غیر ممکن کا اشتیاق عقلاً محال ہے شوق اور رغبت ممکن ہی کی ہوتی ہے اجتماعِ نقیضین اور ارتفاع نقیضین کے دیکھنے کا شوق کسی کو نہیں ہوتا لہٰذا اہل ایمان کے دلوں کا حق جل شانہٗ کے دیدار کے شوق سے لبریز ہونا اس کی واضح دلیل ہے کہ حق تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے محال نہیں۔

(۵۶) وَمِعْرَاجُہٗ قَدْ کَانَ بِالْجِسْمِ یَقْظَۃً کَمَا ھُوَ مَنْطُوقُ الْکِتَابِ الْمُفَصَّلِ — اور آپ کی یہ تمام سیر اور معراج اسی جسم اطہر کے ساتھ بحالتِ بیداری تھی جیسا کہ قرآن کریم کی آیات سے صراحۃً معلوم ہو رہا ہے۔ اس لئے کہ حق جل شانہٗ نے اس واقعہ کو سُبحان کے لفظ سے شروع فرمایا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ خواب اور کشف کی طرح کوئی معمولی واقعہ نہ تھا کیونکہ

تسبیح کا استعمال امورِ عظیمہ ہی کے لئے ہوتا ہے - حافظ ابن کثیر
رحمہ اللہ فرماتے ہیں:-

فالتسبیح انما یکون عند الامور العظام فلو کان مناما لم یکن فیہ کبیر شئ ولم یکن مستعظما (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲)

تسبیح امورِ عظیمہ ہی کے لئے استعمال کی جاتی ہے اگر یہ واقعہ خواب کا ہوتا تو پھر ایسی عظیم بات نہ ہوتی جس کے لئے تسبیح کا استعمال کیا جاتا..... اور نہ اس پر کوئی تعجب ہوتا۔

نیز لفظ اسریٰ بحالتِ بیداری ہی استعمال ہوتا ہے خواب اور مکاشفہ کے لئے یا روحانی سیر کے لئے مستعمل نہیں ہوتا جیسے کہ حضرت لوط علیہ السلام کے قصہ میں فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ لَيْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ نیز بِعَبْدِهٖ کا ہیں جو لفظ عبد کا استعمال کیا گیا ہے وہ روح مع الجسد کا نام ہے فقط روح کا نام نہیں - قرآن کریم میں جہاں کہیں بھی لفظ عبد کا استعمال ہوا ہے اس سے روح مع الجسد ہی مراد ہے۔

(۵۷) وَلَوْ كَانَ رُؤْيَا النَّوْمِ مَا اسْتَبْعَدَ الْاُوْلٰى وَلَا كَذَّبُوْا

نیز اگر یہ واقعہ خواب کا ہوتا تو کفارِ مکہ اس کو نہ مستبعد سمجھتے اور نہ اس کی تکذیب کرتے۔ خواب

مَا قَالَ اَصْدَقُ مِقْوَلٍ — میں بیت المقدس وغیرہ ہو کر آجانا کوئی مستبعد نہیں۔

کفار مکہ کا اس واقعہ کو سُن کر بطور استعجاب کسی کا تالیاں بجانا اور کسی کا سر پر ہاتھ رکھ لینا اور یہ کہنا کہ ایک ہی شب میں بیت المقدس جا کر کیسے واپس آ گئے۔ یہ تمام امور اس کی صریح دلیل ہیں کہ وہ سب اس کو بیداری کا واقعہ سمجھتے تھے۔ اور اگر یہ کوئی خواب اور کشف تھا تو آپ نے یہ کیوں نہ فرمایا کہ تم تعجب کیوں کرتے ہو یہ تو خواب کا واقعہ ہے اور خواب اس سے بھی زائد عجیب ہوتے ہیں

(۵۸) عَلٰی ذَاكَ اِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ كُلِّهِمْ وَاَتْبَاعِهِمْ فَاقْبَلْ وَلَا تَتَعَلَّلِ — اسی پر تمام صحابہ اور تابعین کا اجماع ہے پس اس کو قبول کرو اور بہانہ مت کرو۔

(۵۹) وَاِنَّ جِبَالَ الْعِلْمِ قَدْ صَرَّحُوْا بِهٖ عَلٰی رَغْمِ اَنْفِ الْجَاحِدِ الْمُتَقَوِّلِ — اور علمائے اعلام نے اس کی تصریح کر دی ہے اگرچہ کسی منکر اور مفتری کی ناک خاک آلود ہو۔

(۶۰) وَمَنْ شَكَّ فِیْ اِسْرَائِهٖ فَهُوَ كَافِرٌ وَمَا فِيْهِ خُلْفٌ مِّنْ اٰخِرٍ وَّ اَوَّلٍ — اور جو شخص آپ کے اسرار اور معراج میں شک کرے وہ کافر ہے اس میں اوّلین اور آخرین میں سے کسی کا خلاف نہیں۔

اس لئے کہ جو شئے صریح قرآن کریم اور احادیث متواترہ اور اجماع صحابہ رضؓ سے ثابت ہو اس کا انکار کفر اور الحاد ہے۔

(۶۱) وَ اِنَّ غُلَامَ الْقَادِیَان لَقَدْ اَبٰی کَذَابَ اَبِی جَھْل الْغَوِی الْمُجْھَل — غلامِ قادیان آپؐ کے اسرار اور معراج کا منکر ہے جس طرح ابوجہل نے انکار کیا تھا۔

جیسا کہ ازالۃ الاوہام میں ہے کہ یہ معراج جسمِ کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ اعلیٰ درجہ کا کشف تھا اور اس قسم کے کشف کا خود مؤلف صاحب تجربہ ہے الخ۔

ناظرین اس عبارت کو تو ملاحظہ فرمائیں کہ اول تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج جسمانی اور بحالتِ بیداری ہونے سے انکار کیا بعد ازاں اس کو ایک کشف بنا کر کہا کہ مؤلف خود صاحب تجربہ ہے یعنی اسرار اور معراج ایک معمولی واقعہ ہے۔ اگر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کو ایک مرتبہ پیش آیا ہے تو مجھ کو بارہا پیش آیا ہے ؎

کا فراں اندر مری بوزینہ طبع — آفتے آمد درون سینہ طمع
ہرچہ مردم می کند بوزینہ ہم — آں کند کز مرد بیند دم بدم
او گماں بردہ کہ من کردم چو او — فرق راکے داند آں استیزہ رو

(۶۲) کَذٰلِکَ اَوْحٰی لِلْغُلَامِ قَرِیْنُہٗ لِیَدْخُلَ فِیْ لَیْلٍ مِنَ الدَّجْلِ — غلامِ قادیانی کو اس کے شیطانِ قرین نے ایسا ہی القا کیا تاکہ دجل کی تاریک رات میں

اَلسَّبل	داخل ہو جائے
(۶۳) وَلَمْ یُدْنِ رَبُّ الْعَرْشِ غَیْرَ نَبِیِّنَا اِلَی الْعَرْشِ تَفْضِیْلًا لِاَفْضَلِ اَفْضَلِ	اور رب العرش نے عرش تک سوائے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی کو سیر نہیں کرائی تا کہ آپ کی فضیلت سب پہ ظاہر ہو جائے۔
(۶۴) وَفَارَقَهُ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ بِسِدْرَةٍ وَقَالَ لَهٗ هٰذِیْ نِهَایَةُ مَنْزِلِیْ	جبرئیل امین آپ سے سدرۃ المنتہیٰ میں علیحدہ ہو گئے اور کہا کہ یہ میرا منتہائے مقام ہے۔
(۶۵) وَوَدَّعَهٗ جِبْرِیْلُ اِذْ جَاءَ رَفْرَفٌ تَدَلّٰی لَهٗ مِثْلَ الْمَنَصَّةِ مِنْ عَلِ	جب اوپر سے آپ کیلئے جھولے کی طرح ایک رفرف آئی تو جبرئیل امین آپؐ سے رخصت ہوئے (کذا فی کتب السیر ولم اقف علیٰ حدیث فی ذلک)
(۶۶) وَمِنْ بَعْدِهٖ قَدْ زُجَّ فِی النُّوْرِ زَجَّةً وَاَضْحٰی اِلٰی مَوْلَاهُ یَسْمُوْ وَیَعْتَلِیْ	اور بعد ازاں آپؐ ایک نور میں مستور ہو گئے اسی حال میں آپ اپنے مولا کی طرف اوپر جا رہے تھے۔
(۶۷) وَمَا ذَاكَ اِلَّا غَایَةٌ	اور یہ انتہائی اعزاز واکرام ہے

تَكَرَامَةٍ وَهَلْ بَعْدَهٰذَا مِنْ مَقَامٍ مُّفَضَّلِ	اور کیا کوئی مقام اس سے اعلیٰ اور ارفع ہو سکتا ہے۔؟
(۶۸) وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَا فَسُبْحَانَهٗ مِنْ مُّنْعِمٍ مُّتَفَضِّلِ	یہ محض اللہ کا فضل ہے جس کو چاہیں عطا فرمائیں سبحان اللہ کیا ہی فضل فرمانے والے ہیں
(۶۹) وَفِيْ ذَاكَ اِيْمَاءٌ لِّخَتْمِ النُّبُوَّةِ وَهٰذَا اِلٰى اَنَّ الْعَرْشَ اٰخِرُ مَرْحَلِ	اور عرش چونکہ آخری مقام اور منتہائے سمٰوات ہے اس لئے وہاں تک سیر کرانے میں ختمِ نبوت کی طرف اشارہ ہے کہ آخری مقام کو خاتم الانبیاء کے لئے خاص کیا گیا۔ کما صرح بہ الشیخ الاکبر فی الفتوحات المکیۃ)
(۷۰) بِهٖ خَتَمَ اللّٰهُ الْفَضَائِلَ كُلَّهَا وَكُلَّ الْمَعَالِيْ وَالْفَخَارِ الْمُؤَثَّلِ	اور آپ ہی پر اللہ تعالیٰ نے تمام فضائل اور کمالات اور معالی اور مکارم کو ختم فرمایا۔
(۷۱) وَكَانَ اَبُوْذَرٍّ يُّحَدِّثُ اَنَّهٗ عَلَيْهِ تَحِيَّاتٌ كَوَدْقٍ مُّجَلْجِلِ	ابوذر غفاری رض بیان فرماتے تھے کہ نبی کریم صلعم جن پر خدا کی رحمتیں بارانِ مسلسل کی طرح نازل ہوں۔

(۷۲) لَقَدْ كَانَ فِيْ بَيْتٍ
فَفُرِّجَ سَقْفُهٗ وَحَلَّ
اَمِيْنُ اللّٰهِ ذُوالْمَنْصَبِ الْجَلِيْ

ایک گھر میں تشریف
فرما تھے کہ یکایک اُس کی چھت
پھٹی اور جبریل امین اُترے۔

(۷۳) اَشَارَبِهِ الرُّوْحُ
الْاَمِيْنُ بِفَاهِمٍ اِلٰى
شَقِّ صَدْرِ الْمُصْطَفٰى
الْمُتَزَمِّلِ

جبریل امین نے بجائے اس کے
کہ دروازے سے آتے چھت
پھاڑ کر اُترنے میں شق صدر
کی طرف اشارہ فرمایا کہ آپ کا
سینۂ مبارک اسی طرح شق
کیا جائے گا۔

(۷۴) لِيُمْلَاَ اَنْوَارًا وَّعِلْمًا
وَّحِكْمَةً فَيَا عَجَبًا مِنْ
صَدْرِهِ الْمُتَهَلِّلِ

تاکہ سینۂ مبارک کو انوارِ الٰہیہ
اور علم اور حکمت سے بھرا جائے
سُبحان اللہ کیا ہی منور سینہ ہے

(۷۵) وَقَالَ الْاِمَامُ الْقُرْطُبِيْ
مُفْهِمٍ وَكَمْ مِنْ اِمَامٍ عَالِمِ
الدِّيْنِ اَمْثَلِ

امام قرطبی مفہم شرح مسلم میں اور
دیگر اکابر علماء یہ فرماتے ہیں

(۷۶) لَقَدْ كَانَ شَقُّ الصَّدْرِ
حَقًّا حَقِيْقَةً وَهٰذَا هُوَ
الْحَقُّ الصُّرَاحُ فَعَوِّلِ

کہ آپ کا شقِ صدر بخدا حقیقۃً
تھا یہی حق ہے اسی پر اعتماد
کرو۔

(۷۷) وَلَا تُصْغِ فِيْهِ

اور اس بارے میں کسی ملحد کی

نَحْوَ تَحْرِيْفِ مُلْحِدٍ وَ
لَا نَسْمَعَنْ فِيْهِ
مَقَالَ مُؤَوِّلٍ

تحریف کی طرف کان کبھی نہ
لگانا اور نہ کسی مؤوّل کی تاویل
کو سننا

(٧٨) وَمَا كَانَ اَمْرًا
مَعْنَوِيًّا كَمَا سَرَاهُ
اَهْلُ هَوًى
اَغْرَاهُمْ
بِالتَّاوُّلِ

شقِ صدر بلاشبہ حقیقت تھا
کوئی امرِ معنوی نہ تھا جیسا کہ
اہل ہوئی اس میں تاویل کرتے
ہیں اور اُن کو ہوائے نفسانی
نے اس تاویل پر آمادہ کیا ہے

(٧٩) لِمَا صَحَّ فِي الْاَخْبَارِ
كَانَ نَبِيُّنَا عَلَيْهِ تَحِيَّاتٌ
بِغَيْرِ تَرَسُّلٍ
(٨٠) يُرِيْ اَثَرٌ مِّنْ
مَخِيْطٍ فَوْقَ صَدْرِهٖ
فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا
مِنْ مَقَالٍ لِغُوَّلٍ

اس لئے کہ احادیث میں ہے
کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے سینۂ مبارک پر شقِ صدر
کے بعد سِلائی کا نشان دکھائی
دیتا ہے۔ پس اس صریح حدیث
کے بعد اب کہنے والوں کے لئے
کسی قسم کی گنجائش نہیں۔

(٨١) وَاِسْنَادُهٗ عَالٍ
ثِقَاتٌ رِجَالُهٗ رُوَاةٌ
صَدُوْقٌ عَنْ صَدُوْقٍ
مُعَدَّلٍ

اور سند اس روایت کی عالی
ہے تمام راوی ثقہ ہیں صدوق
صدوق سے روایت کرتا
ہے۔

(۸۲) وَمَافِيْهِ تَدْلِيْسٌ وَمَافِيْهِ عِلَّةٌ وَمَافِيْهِ اِرْسَالٌ وَلَيْسَ بِمُعْضَلٍ	نہ اس میں کوئی تدلیس ہے نہ کوئی علّت قادحہ اور نہ مرسل ہے اور نہ معضل۔
(۸۳) فَمَنْ قَالَ هٰذَا الشَّقُّ كَانَ اسْتِعَارَةً فَقَدْ حَادَ عَنْ نَصٍّ اَتٰى غَيْرِ مُجْمَلٍ	پس جو شخص یہ کہے کہ شق صدر کسی امر معنوی سے استعارہ اور کنایہ ہے تو اس نے نصِ صریح سے عدول کیا کہ جس میں کسی قسم کا اجمال بھی نہیں

علامہ زرقانی مقصد خامس شرح مواہب صفحہ ۴۲ جلد ۶ میں فرماتے ہیں:۔

ثم ان جميع ما ورد من شق الصدر واستخراج القلب وغير ذلك من الامور الخارقة للعادة كاختراق السموٰت مما يجب التسليم له دون التعرض لصرفه عن حقيقته لصلاحية القدرة فلا يستحيل شئ	یہ تمام جو کچھ روایت کیا گیا یعنی شق صدر اور قلبِ مبارک کا نکالا جانا اور دیگر خوارقِ عادات جیسے خرقِ سموٰت ان تمام امور کا تسلیم کرنا واجب اور لازم ہے اور ان کو اپنی حقیقت سے نہ پھیرنا چاہیئے اس لئے کہ اللہ کی قدرت سے کوئی محال نہیں۔ امام قرطبی نے

من ذلك هكذا قاله
القرطبي في المفهم و
الطيبي والتوربشتي و
الحافظ في الفتح والسيوطي
وغيرهم ويؤيده
الحديث الصحيح انهم
كانوا يرون اثر المخيط
في صدره قال السيوطي
وما وقع من جهلة العصر
من انكار ذلك و
حمله على الامر المعنوي
والزام قائله بقلب
الحقائق فهو جهل
صراح وخطاء قبيح
نشاء من خذلان
الله تعالى وعكوفهم
على العلوم
الفلسفية وبعدهم
عن دقائق السنة

مفہم شرح مسلم میں ایسا ہی فرمایا
ہے اور ایسا ہی علامہ طیبی اور
حافظ تورپشتی اور حافظ عسقلانی
نے فتح الباری میں اور حافظ سیوطی
وغیرہم نے فرمایا اور صحیح حدیث
اس کی تائید کرتی ہے وہ یہ
کہ صحابۂ کرام سِلائی کا نشان
آپ کے سینۂ مبارک پر دیکھتے
تھے۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں
کہ جہلاءِ عصر کا شق صدر سے
انکار کرنا اور اس کو امر معنوی پر
محمول کرنا (مثلاً یہ کہہ دینا کہ
شق صدر سے شرح صدر ہو
جانا مراد ہے) اور شق صدر کے
قائل کو انقلابِ حقیقت کا
الزام دینا صریح جہالت اور
سخت غلطی ہے جو حق تعالیٰ شانہ
کی عدم توفیق اور علوم فلسفیہ
میں انہماک اور علومِ سنت سے

عافانا اللہ تعالیٰ
من ذالک انتھیٰ

دوری کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے
حق تعالیٰ ہم سب کو اس سے
محفوظ رکھے آمین ثم آمین

(۸۴) وَاِنَّ الشِّہَابَ العَسْقَلَانِیَّ
مِثْلَہٗ لَقَدْ نَصَّ فِیْ شَرْحِ
الْبُخَارِیِّ فَاعْقِلِ

اور حافظ عسقلانی نے بھی فتح الباری
شرح صحیح بخاری میں ایسی ہی
تصریح فرمائی ہے۔

(۸۵) وَقَالَ الشِّہَابُ
التُّوْرِبِشْتِیُّ نَحْوَہٗ
فَھٰذِیْ نُصُوْصٌ قَدْ
جَلَتْ کُلَّ مُشْکِلِ

اور حافظ شہاب الدین تورپشتی نے
بھی اسی طرح فرمایا ہے۔ یہ ائمہ
دین کی تصریحات ہیں جو اشکال
کو دور کرنے والی ہیں۔

(۸۶) وَقَالَ جَلَالُ الدِّیْنِ
اِنَّ اِبَاءَہٗ لَجَھْلُہٗ
صُرَاحٌ مِّنْ
جَھُوْلٍ مُّخَذَّلِ

شیخ جلال الدین سیوطی فرماتے
ہیں کہ شق صدر کا انکار صریح
جہالت ہے جو ایسے جاہل سے
صادر ہوئی کہ جو توفیقِ خداوندی
سے محروم کر دیا گیا۔

(۸۷) جَزَی اللہُ عَنَّا
بُکْرَۃً وَّعَشِیَّۃً اَئِمَّۃَ دِیْنٍ
بِالْھُدٰی مُتَکَفِّلِ

اللہ تعالیٰ ائمہ دین کو جزائے خیر
دیں اور صبح و شام اُن پر رحمتیں
نازل فرمائیں۔

(۸۸) فَکُنْ لِلْعِبَادِ الْمُخْلِصِیْنَ

پس عبادِ مخلصین اور اہل علم اور

مُقَلِّدًا وَ اَهْلِ التُّقٰى وَالعِلْمِ فِيْ كُلِّ مُعْضَلِ

اہل تقویٰ کا مقلد بن جا اور اُن کی تحقیق پر اعتماد کر جن کا علم اور فہم اور تقویٰ مستند تھا اور تیری تو ہر چیز مجروح ہے نہ علم نہ فہم نہ حافظہ نہ تقویٰ اور نہ دیانت کچھ بھی تو نہیں۔

خواجہ پندارد کہ دارد حاصلے　　حاصل خواجہ بجز پندار نیست

لہذا حضرات محدثین کی روایت اور حضرات فقہاء کی درایت پر اعتماد کر۔

پیش یوسف نازش و خوبی مکن　　جز نیاز و آہ یعقوبی مکن

(۸۹) وَكُنْ نَائِيًا عَنْ مَنْطِقٍ وَّتَفَلْسُفٍ فَمَسْلَكُهُمْ يُفْضِيْ اِلٰى شَرِّ مُدْخَلِ

اور منطق و فلسفہ سے دور رہ ان لوگوں کا مسلک بُری جگہ پہونچا دیتا ہے۔

(۹۰) وَ اَخْبَرَ عَنْ اَوْصَافِ عِيْرٍ وَمَسْجِدٍ اِذِ الْمَسْجِدُ الْاَقْصٰى وَمَا فِيْهِ قَدْ جُلِيْ

اور جب آپ معراج سے واپس ہوئے تو آپ نے مشرکین مکہ کے امتحان پر قافلہ کے اوصاف اور مسجد اقصیٰ کے حالات بیان فرمائے جبکہ مسجد اقصیٰ آپ ؐ کے لئے منکشف ہوگئی یعنی آپ ؐ

کے اور مسجد اقصیٰ کے درمیان کے حجابات ہٹا دیئے گئے۔
کما فی فتح الباری صفحہ ۱۵۴ جلد ۷

(۹۱) وَهٰذَا الحَدِيْثُ
فِي الْبُخَارِيِّ أُسْنِدَا
وَاِذْ مَا رُوِيْتَ فِي
الصَّحِيْحِ فَحَيَّهَلْ

اور یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے اور جب صحیح بخاری کی روایت تجھ سے بیان کی گئی تو دوڑ کر اس کو قبول کر۔

(۹۲) وَقِيْلَ اَتَى الْبَيْتُ
الْمُقَدَّسُ عَيْنُهٗ
مَجِيْئًا حَقِيْقِيًّا
بِغَيْرِ تَمَثُّلِ

اور بعض روایات میں یہ آیا ہے کہ بعینہٖ بیت المقدس بغیر کسی مثال کے حقیقتہً آپؐ کے سامنے حاضر کر دیا گیا تھا جیسا کہ فتح الباری صـ۱۵۴ جلد ۷ پر ہے۔

وفی حدیث ابن
عباس المذکور
فجیئ بالمسجد وانا
انظر الیہ حتی وضع
دون دار عقیل فنعتہ
وانا انظر الیہ و
ھذا ابلغ فی المعجزۃ
ولا استحالۃ فیہ

اور حدیث ابن عباس رضؓ میں ہے کہ وہ مسجد لائی گئی اور میں اس کو دیکھ رہا تھا یہاں تک کہ دار عقیل کے قریب لا کر رکھ دی گئی۔ پس میں اس کو دیکھ دیکھ کر اس کے اوصاف بیان کرتا جاتا تھا۔ اور یہ زیادہ بلیغ اور معجزہ کے مناسب ہے اور اس میں

فقد احضر عرش بلقیس فی طرفة عین لسلیمان علیہ السلام وھو یقتضی انه ازیل من مکانه حتی احضر الیه وما ذالك فی قدرة الله بعزیز انتھی	کسی قسم کا استحالہ نہیں جیسا کہ بلقیس کا عرش طرفۃ العین میں سلیمان علیہ السلام کے سامنے حاضر کر دیا گیا تھا اور اس روایت کا مقتضی یہ ہے کہ مسجد اپنی جگہ سے ہٹا کر اور اُٹھا کر آپ کے سامنے حاضر کر دی گئی تھی اور اللہ کی قدرت سے یہ کچھ بھی دشوار نہیں۔
(۹۳) کَمَا ھُوَ مَرْوِیٌّ بِمُسْنَدِ اَحْمَدَ وَتَحْسِیْنُہٗ مِنْ حَافِظِ الدِّیْنِ فَانْقُلْ	جیسا کہ مسند امام احمد میں مروی ہے اور حافظ ابن حجر نے اس کی تحسین کی ہے۔
(۹۴) وَکَمْ مِنْ اِمَامٍ حَسَّنُوْہُ وَصَحَّحُوْا فَاَغْنَوْا عَنِ التَّحْقِیْقِ وَالْبَحْثِ فَاقْبَلْ	اور بہت سے ائمۂ حدیث نے اس روایت کی تحسین اور تصحیح فرمائی ہے اور ہم کو تحقیق اور تفتیش سے مستغنی کر دیا ہے پس اس کو قبول کر۔
(۹۵) وَحَسْبُكَ تَحْسِیْنُ الشِّھَابِ بِفَتْحِہٖ	اور تمہارے لئے امام احمد کا اس حدیث کو روایت کرنا

وَحَسْبُكَ تَخْرِيجُ الْإِمَامِ اِبْنِ حَنْبَلِ

اور حافظ ابن حجر کا فتح القدیر میں تحسین کرنا کافی ہے۔

(۹۶) وَذٰلِكَ اَوْلٰى رِفْعَةً وَّكَرَامَةً
وَلَيْسَ مُحَالًا عِنْدَ اَرْبَابِ مَعْقِلِ

اور یہی یعنی مسجد اقصیٰ کا بعینہ حاضر کیا جانا آپ کے اکرام اور رفعت شان کے زیادہ مناسب اور اہل عقل کے نزدیک کوئی محال نہیں۔

(۹۷) كَقَبْلَ ارْتِدَادِ الطَّرْفِ اِحْضَارُ عَرْشِهَا
اَقَدْ جَاءَ مَنْصُوصًا بِذِكْرٍ مُنَزَّلِ

جیساکہ سلیمان علیہ السلام کے لئے پلک جھپکنے سے پہلے بلقیس کا تخت ملک سبا سے حاضر کیا جانا قرآن کریم میں مصرح ہے

پس اسی طرح اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے بعینہٖ مسجد اقصیٰ کتھوڑی دیر کے لئے حاضر کردی جائے تو کیا استبعاد ہے

(۹۸) اَلَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَظْرَةَ رَحْمَةٍ
لِمُسْتَرْحِمٍ مُسْتَنْظِرٍ لِلتَّفَضُّلِ

یارسول اللہ! اس طلبگار رحم اور امیدوار فضل پر ایک نظر رحمت فرمایئے۔

(۹۹) فَاِنَّكَ اَهْلٌ لِلتَّفَضُّلِ وَالنَّدٰى
وَاِنْ كُنْتُ لِلْاَفْضَالِ غَيْرَ مُؤَهَّلِ

اس لئے کہ حضور تو بلاشبہ فضل وکرم کے اہل ہیں اگرچہ یہ نااہل ہی فضل وکرم کا اہل نہیں

(۱۰۰) وَاَنْتَ غِيَاثُ الْخَلْقِ يَاسَيِّدَ الْوَرٰى ثِمَالُ الْيَتَامٰى مُسْتَغَاثٌ لِاَرْمَلِ

اور آپ تو لوگوں کے لئے پناہ اور یتیموں اور بے کسوں کے ملجا و ماوی ہیں۔

(۱۰۱) وَاَعْطَاكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ شَفَاعَةً لِتُنْقِذَ مِنْ اَهْوَالِ يَوْمٍ مُّزَلْزِلِ

اور حق تعالیٰ نے آپ کو شفاعت کا منصب عطا فرمایا تاکہ ہلا دینے والے دن کی پریشانیوں سے لوگوں کو رہائی عطا فرمائیں۔

(۱۰۲) تَكُوْنُ مَلَاذًا لِلْاَنَامِ وَمَلْجَاً اِذَا يَئِسُوْا مِنْ كُلِّ مَاْوًى وَمَوْئِلِ

آپ تمام مخلوق کیلئے اُس وقت ماوی اور ملجا ہوں گے جب کہ وہ سب جگہ سے نااُمید ہوجائیں گے۔

(۱۰۳) فَاِنَّكَ مَبْدَاٌ لِلنُّبُوَّةِ مُنْتَهٰى خِتَامٌ لِّقَصْرِ الْوَحْيِ خَيْرُ مُكَمِّلِ

آپ تو نبوت کا مبدا اور منتہا ہیں اور قصر نبوت کے بہترین مکمل ہیں نبوت اور رسالت کا محل آپ ہی سے مکمل ہوا اور آپ ہی کو نے کا پتھر ہوئے جیساکہ انجیل میں مصرح ہے۔

(۱۰۴) شَفَاعَتُكَ الْكُبْرٰى لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ

آپ کی شفاعت اہل کبائر اور گنہگاروں اور خطاکاروں

وَلَهُمْ بَيْنَ الْخَاطِبِيْنَ مُحَمَّلُ	کے لیے ثابت ہے جس کو
(۱۰۵) رَوَاهَا الْإِمَامُ	امام ترمذی وغیرہ نے روایت
التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُ	کیا ہے اور اس باب میں حبر امت
وَفِي الْبَابِ عَنْ حِبْرٍ	عبداللہ بن عباس اور حضرت علی
جَلِيْلٍ وَّعَنْ عَلِيٍّ	کرم اللہ وجہہٗ سے روایت ہے
(۱۰۶) وَزَيْدٍ وَّعِمْرَانٍ	اور زید ابن ارقم رضؓ اور عمران بن
وَّكَعْبٍ وَّجَابِرٍ وَّ	حصین رضؓ اور کعب بن مالک رضؓ
عَنْ ابْنِ عَوْفٍ	اور جابر بن عبداللہ رضؓ اور
الْمُنْفِقِ الْمُتَطَوِّلِ	عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ سے بھی
	مروی ہے۔
(۱۰۷) وَفِيْهَا اَحَادِيْثُ	اور اس بارے میں حدیثیں متواتر
تَوَاتَرَ نَقْلُهَا كَمَا قَالَ اَهْلُ	ہیں اگر چاہو تو اہلِ علم سے
الذِّكْرِ اِنْ شِئْتَ فَاسْئَلِ	دریافت کر لو۔
(۱۰۸) وَاَنْتَ رَحِيْمٌ	اور آپ تو بڑے مہربان اور
رَّحْمَةٌ لِّلْعَوَالِمِ كَرِيْمُ	رحمۃ للعالمین اور پاکیزہ خصلتوں
السَّجَايَا ذُو الثَّنَاءِ	والے اور مالکِ ثناء و تحسین
الْمُتَخَلِّلِ	ہیں۔
(۱۰۹) وَاَنْتَ الَّذِي	اور کل کے دن آپ ہی کی شفاعت
تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ غَدًا	کی اُمید ہے اور کل کے دن

إِلَيْكَ يُشِيرُ فِي غَدٍ كُلُّ أَنْمُلِ

آپ ہی کی طرف ہر انگلی اشارہ کرے گی۔

(۱۱۰) وَأَنْتَ لَهَا فَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُجَبْ لِإِدْرِيسَ عَبْدٍ مِنْ نِبٍ مُتَخَجِّلِ

اور آپ ہی شفاعت کے لئے مخصوص ہیں پس اس بندۂ گنہ گار و شرمسار ادریس کے لئے شفاعت فرمائیے آپ کی شفاعت قبول ہوگی

وفی البیت اقتباس من الحدیث المشہور فی الشفاعۃ یا محمد ارفع راسک وسل تعط و اشفع تشفع ومن قولہ صلے اللہ علیہ وسلم انا لہا انا لہا۔

(۱۱۱) وَمِنْ جِهَةِ الْآبَاءِ عِنْدِي نِسْبَةٌ إِلَى حَضْرَةِ الصِّدِّيقِ صَاحِبِكَ الْأَوَّلِ

اور آباء و اجداد کی جانب سے حضورؐ کے یارِ غار صدیق اکبرؓ سے نسبت ہے یعنی صدیقی ہوں۔

(۱۱۲) وَأُمِّي إِلَى ثَانِي ضَجِيعِكَ تَنْتَمِي فَيَا أَوْصَلَ الْأَرْحَامِ صِلْ رَحِمْ

اور میری ماں، حضورؐ کے رفیق ثانی یعنی فاروقِ اعظمؓ کے ساتھ نسبت رکھتی ہے یعنی فاروقی ہے۔ پس اے

مَنْ يَّلِيْ

سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے اس ناچیز کی قرابت کا بھی وصل فرمایئے۔

(۱۱۳) وَاَنّٰى لِمِثْلِيْ
اَنْ يُّذَكِّرَ رِحْمَهٗ
وَلٰكِنَّكَ
الْخِصْبُ الْمُرَجّٰى
لِمُمْحِلِ

اور مجھ جیسے نالائق کے لئے یہ ہرگز زیبا نہیں کہ اپنی قرابت یاد دلائے لیکن آپ تو قحط زدہ کے لئے بارانِ رحمت ہیں اس لئے اس عرض معروض کی ہمت ہوئی۔

(۱۱۴) وَاَنَّكَ يَا خَيْرَ
الْخَلَائِقِ عُدَّتِيْ
وَاِلَّا فَمَنْ يَّوْمَ
الْحِسَابِ يَكُوْنُ لِيْ

اور اے برگزیدۂ خلائق! آپ ہی میرا ذخیرہ ہیں۔ ورنہ کون ہے کہ جو قیامت کے دن میرا معین و مددگار رہو۔

(۱۱۵) وَاَنَّكَ مَوْلَانَا
وَاَنَّكَ كَهْفُنَا
وَلُطْفُكَ مِفْتَاحُ
الرَّجَاءِ الْمُكَبَّلِ

اور آپ ہی ہمارے مولا اور ملجا ہیں اور آپ ہی کا تلطف سربستہ امید کی کلید ہے

(۱۱۶) وَاَنَّكَ مَأْمُوْلٌ
وَاَنَّكَ مُرْتَجٰى

اور آپ ہی سے ہماری اُمیدیں اور آرزوئیں وابستہ ہیں

وَاَنْتَ رَجَاءُ الْاٰمِلِ الْمُتَوَسِّلِ

اور جو اُمید وار آپ کا وسیلہ پکڑے آپ اس کی اُمید اور تمنّا ہیں۔

(۱۱۷) وَهٰذَا نَشِيْدِيْ فِيْكَ يَا اَكْرَمَ الْوَرٰى - اُرَجِّيْ نَوَالًا مِنْكَ فَاقْبَلْ وَاَجْزِلِ

اور میرا یہ قصیدہ آپ کی شانِ عالی میں ہے بخشش اور انعام کی اُمید لگائے ہوئے ہوں اس کو قبول فرمائیے اور انعام جزیل عطا فرمائیے۔

(۱۱۸) فَاِنَّكَ قَدْ اَكْرَمْتَ كَعْبًا بِبُرْدَةٍ جَزَاءً عَلٰى اِنْشَادِهٖ وَالتَّغَزُّلِ

تحقیق آپ نے کعبؓ بن زہیر کو قصیدۂ مدحیہ پر انعام عطا فرمایا اور انعام میں ایک چادر مبارک عطا فرمائی۔

معلوم ہوا کہ قصیدۂ نعتیہ پر انعام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ اس لئے اُمید ہے کہ قصیدۂ نعتیہ پر انعام کی استدعار بدعت نہ ہوگی۔

(۱۱۹) وَاِنَّكَ مِدْرَارُ الْفَوَاضِلِ مُرْسَلٌ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ مَامَلٌ اَيُّ مَامَلِ

اور بلا شبہ آپ فضائل کا سرچشمہ ہیں رسول ہیں حیی (بہت باحیا) کریم ہیں اور ملجأ و ماوی ہیں۔

(۱۲۰) وَرَاجِيْكَ حَاشَا أَنْ يَّخِيْبَ فِي الرَّجَا فَإِنَّكَ لِلرَّاجِيْنَ أَحْسَنُ مَعْقِلِ	اور حاشا وکلاّ آپ کا اُمیدوار کبھی خائب و خاسر نہیں ہو سکتا۔ آپ تو امیدوار کے لئے بہترین ٹھکانہ ہیں
(۱۲۱) شَفَاعَتُكَ الْعُظْمٰى عَلَيْهَا مُعَوَّلِيْ وَمَدْحُكَ يَا خَيْرَ الْأَنَامِ تَوَسُّلِيْ	آپ ہی کی شفاعت پر میرا بھروسہ ہے اور آپ ہی کی مدح میرا وسیلہ ہے۔
(۱۲۲) عَلَيْكَ تَحِيَّاتٌ كَمَا أَنْتَ أَهْلُهَا مُبَارَكَةٌ فِيْ عَاجِلٍ وَّمُؤَجَّلِ	آپ پر من جانب اللہ دنیا اور آخرت میں وہ تحیاتِ مبارکہ نازل ہوں جس کے آپ اہل اور مستحق ہیں۔
(۱۲۳) عَلَيْكَ سَلَامُ اللّٰهِ مَا دَرَّ هَاطِلٌ وَمَا دَامَتِ الْغَبْرَاءُ وَالْفَلَكُ الْعَلِيْ	آپ پر اللہ تعالےٰ کا سلام ہو جب تک بارش برستی رہے اور جب تک زمین اور آسمان قائم رہیں۔
(۱۲۴) وَمَا سَبَّحَ الْأَمْلَاكُ وَالرَّعْدُ خِيْفَةً وَمَا دَامَ تِلَاوَةُ الْكِتَابِ الْمُرَتَّلِ	اور جب تک کہ فرشتے اور رعد۔ اللہ تعالےٰ کی تسبیح پڑھتے رہیں اور کتاب اللہ کا تلاوت کرنے والا باقی رہے۔

(۱۲۵) عَلَیْكَ صَلَاةُ اللّٰہِ یَا شَافِعَ الْوَرٰی
اِلٰی اَبَدِ الْاٰبَادِ غَیْرَ مُزَیَّلِ
اور آپ پر اللہ کی رحمتیں ہوں ہمیشہ ہمیشہ کبھی منقطع نہ ہوں۔

(۱۲۶) مَعَ الْاٰلِ وَالصَّحْبِ الْکِرَامِ جَمِیْعِھِمْ
مَصَابِیْحِ اِسْلَامٍ ھُدَاۃٍ لِجُھَّلِ
مع آل اطہار و صحابۂ کرام اور تابعین جو اسلام کے چراغ اور بے خبروں کے رہنما ہیں۔

اللھم اجعل حبك وحب رسولك احب الیّٰ من نفسی و اھلی ومن الماء البارد۔
اللھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلك واجعل موتی ببلد رسولك
آمین یارب العلمین

مطبوعات کتب خانہ قاسمی دیوبند

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
آثارِ رحمت	۰/۷۵	سیرت حلبیہ (۳۷ جزپارہ)	۴/۰
اسلام اور اشتراکیت	۱/۴۰	فی جز	
اسلام اور دولت	۰/۵۰	شرائطِ نبوت	۰/۵۰
اسلام اور مغربی تحریکات	۰/۶۵	شہادتِ حسینؓ	۲/۷۵
اسلام میں حج کی اہمیت	۰/۳۰	عالمِ برزخ	۱/۵۰
اشرفی بہشتی زیور مکمل محشی غیر مجلد	۴۰/۰	عرفانِ عارف	۷/۵۰
〃 〃 〃 مجلد	۴۵/۰	عورتوں کیلئے شرعی پردہ	۰/۳۰
اعجازِ قرآنی	۳/۰	عصمتِ انبیاء و حرمتِ نبیؐ	۰/۶۵
آلاتِ جدیدہ کے شرعی احکام	۴/۵۰	عقد ام کلثوم	۱/۰
ایمان کیا ہے ؟	۵/۵۰	فتاویٰ عورت اور پردہ	۰/۲۵
آنکھ کی کہانی	۱/۵۰	قاسمی جنتری	۰/۳۰
بازارِ رشوت	۳/۵۰	کراماتِ صحابہ	۲/۵۰
دیوانِ علی مترجم	۹/۰	کلماتِ طیبات	
تحفۂ مومن	۰/۴۰	مع شجرہ طیبہ	۰/۶۵
حیاتِ امداد	۸/۰	مجموعہ سیرت رسولؐ ۳	
ختم نبوت	۱/۰	غیر مجلد فی حصہ	۰/۶۵
سپاس نامے	۶/۰	〃 〃 کامل غیر مجلد	۱۶/۲۵
سنت رسول کی اہمیت	۰/۵۰	〃 〃 مجلد کامل	۱۸/۰

نام کتاب	قیمت
مرزائیوں کا بہتان و افتراء	۰/۴۰
معجزہ کیا ہے؟	۲/۵۰
مقامات بدیع الزمان ہمدانی مترجم۔	۲/۷۵
مفتاح عملیات	۸/۰
نماز مترجم (جیبی)	۰/۱۵
ہدایت الحکمت مترجم مع شرح	۷/۰
مفتاح الصرف اردو	۲/۲۵
مفتاح النحو اردو	۲/۰
ھدیۃ الوحید	۱/۸۰
یسرنا القرآن کلاں نٹ فی سیکڑہ	۸۰/۰
پارے عم، الم، سیقول تلک الرسل نٹ فی سیکڑہ	۲۵/۰
قاعدہ بغدادی ۳۶ صفحی کلاں فی سیکڑہ	۳۵/۰
" " ۱۶ صفحی فی سیکڑہ	۱۶/۰
" " ۸ صفحی "	۸/۰

چند دیگر مطبوعات

نام کتاب	قیمت
ماثورہ دعائیں	۰/۵۰
مشکوٰۃ الآثار	۱۲/۰
الفتحیہ	۳/۰
نفحۃ الادب	۳/۰
سوانح قاسمی جلد اول	۱۲/۰
" " جلد دوم	۱۲/۰
" " " سوم	۵/۰
الغینۃ الحدیث	۷/۵۰
فتاویٰ دارالعلوم مطبوعہ دارالعلوم جلد اول	۱۰/۰
" " " دوم	۷/۰
" " " سوم	۱۰/۰
" " " چہارم	۱۲/۰
" " " پنجم	۱۵/۰
" " " ششم	۱۷/۰
" " " ہفتم	۱۵/۰
" " " ہشتم	۱۵/۰
" " " نہم	۲۰/۰